خانقاہ بھرچونڈی شریف اور تحریک پاکستان

ڈاکٹر مجیب احمد*

Abstract

After June 712, a small Muslim society established and gradually became a most important component of the Sindh. 'ulama' and pirs, who are integral part of a Muslim society, played a prominent role in the dissemination of Islam in Sindh. They contributed their due role in the establishment and consolidation of the Muslim society in the province.

Bharchundi Sharif is one of the most influential and respected Khangah in Sindh. Although, its founder was Hafiz Muhammad Siddiq, but it got importance during the custodianship of Hafiz Muhammad 'Abdullah and Pir 'Abdul Rahman in the religio-political realm of Sindh. Hafiz 'Abdullah was the person who undermined the policies and impact of the Indian National Congress and Indian Muslim nationalists in Sindh during the khilafat, tark-i-mawalat and hijrat movements. Pir 'Abdul Rahman, from late 1930s, struggled hard and fully supported the moves to safeguard the Muslims' rights and interests as a separate nation. For this, he became roving personality for the Muslims' cause. He even merged his Anjuman-i-Ahya' ul Islam into the All-India Muslim League.

In this paper, an attempt has been made to highlight the services and contribution of the kanqah Bharchundi Sharif in developing and consolidating Sindhi Muslims' public opinion and support for the establishment of Pakistan.

* صدر شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی کا ایک گاؤں بھرچونڈی شریف، جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی دینی وسیاسی تاریخ میں نمایاں مقام کا حامل ہے۔ اس گاؤں کی وجہ شہرت ۱۸۴۱ ء کے قریب قائم ہونے والی خانقاہ ہے، جسے حافظ محمد صدیق(۱۹ ء/۱۸۱۸ء-۱۸۹۱ء)نے قائم کیا۔ آپ سید محمد حسن شاہ جیلانی، خانقاہ سوئی شریف (م۔ ۱۸۳۹ء) سے فیض یافتہ تھے۔ آپ کا حلقہ اثر وسیع تھا اور ایک روایت کے مطابق تقریبا تین لاکھ افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیت کی۔۱آپ نے اپنی خانقاہ کو ابھرتے ہوئے انگریزی سامراج کے خلاف استعمال کیا اور کئی ایسے افراد تیار کیے، جنھوں نے آگے چل کر غیر منقسم ہندوستان کی آزادی اورقیام پاکستان کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں، ان کی اپنی اولاد کے علاوہ، مولانا عبیداللہ سندھی(۱۸۷۲ء۔ ۱۹۴۴ء)، مولانا ابو الحسن سید تاج محمود امروٹی(۱۸۵۷ء۔ ۱۹۲۹ء) اور ابوالسراج غلام محمد دین پوری (۳۶ء / ۱۸۳۵ء-۱۹۳۶ء) کے نام نمایاں ہیں۔۲

حافظ محمد صدیق کے بعد، ان کے بھتیجے، حافظ محمد عبداللہ(۶۷ ء/ ۱۸۶۶ء-۱۹۲۸ء) جانشین مقرر ہوئے۔ حافظ عبداللہ نے، جنگِ عظیم اول (۱۹۱۴ء-۱۹۱۸ء) کے بعد، جنوبی ایشیا میں شروع ہونے والی تحاریک خلافت، ہجرت اور ترک موالات کی بڑی شدت سے مخالفت کی اور سندھ کی سطح پر ان کے اور انڈین نیشنل کانگریس(دسمبر ۱۸۸۵ء) کے اثرات کو کا فی حد تک کم کیا۔ ۱۹۱۹ء میں سندھ کے ۹۵ علماء و مشائخ نے ایک مشترکہ فتویٰ پر دستخط کیے، جن میں حافظ عبداللہ کا نام بھی شامل تھا۔ ا س فتویٰ کو نواب شاہ کے محمد فضل کریم نے تحقیق الخلافت کے نام سے کراچی سے شائع کروایا۔ جس کے تحت تحریک خلافت کی شرعی طور پر مخالفت کی گئی۔۳ مزید برآں، حافظ عبداللہ نے سندھ اور بیرون سندھ کے مشہور اور متجر علماء سے فتاویٰ حاصل کیے اور ان کی سندھ میں خوب نشر و اشاعت کی۔ آپ کی اس کوشش سے سندھ کے اکثر افراد ان تحاریک سے لاتعلق رہے اور ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہے۔۴ تحریک خلافت کے حامی بعض علماء آپ کے پاس تحریک کی حمایت حاصل کرنے کے لیے آئے، تاہم آپ نے شرعی ضروریات کے تحت، تحریک کی حمایت سے معذرت کر لی۔۵ تحریک آزادی اور تحریک قیام پاکستان کے لیے خانقاہ بھرچونڈی شریف کی

خدمات کا سنہرا دور، اس کے تیسرے سجادہ نشین حافظ عبدالرحمٰن(۱۸۹۲ء-۱۹۶۰ء) کی شخصیت سے منسلک ہے۔

مارچ ۱۸۴۳ء میں سندھ پر انگریزوں کا قبضہ ہوا اوراکتوبر ۱۸۴۷ء میں اس کی صوبائی حیثیت ختم کر کے، اس کو بمبئی پریزیڈنسی کا حصہ بنا دیا گیا۔ سندھ کے مسلمانوں نے اس الحاق کے خلاف بڑی جدوجہد کی تا آنکہ اپریل ۱۹۳۶ء میں اس کو علیحدہ صوبہ کا درجہ دے دیا گیا اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت پہلے صوبائی انتخابات، ۳۱ جنوری ۱۹۳۷ء کو کرائے گئے۔۶ سندھ کو صوبہ کا درجہ ملنے کے بعد، یہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے زیادہ ہو گیا۔ سندھ میں مسلمانوں نے کئی جماعتیں قائم کی ہوئی تھیں جو اپنی اپنی سوچ اور پروگرام کے مطابق سیاست کر رہی تھیں۔ اسی تناظر میں پیر عبدالرحمٰن نے ۱۹۳۷ء میں انجمن احیاء الاسلام قائم کی۔ آپ نے سندھ کے اسلامی ذہن رکھنے والے چند افراد کا ایک اجلاس بھر چونڈی شریف میں طلب کیا اور انہیں باہمی اتحاد و اتفاق سے دینی و سیاسی کام کرنے کی اہمیت کا احساس دلایا۔ اجلاس میں انجمن کے مندرجہ ذیل عہدیدار بھی منتخب کیے گئے۔

صدر۔ پیر عبدالرحمٰن

نائب صدر۔ سید مغفور القادری (م۔ ۱۹۷۰ء)

سیکرٹری۔ پیر عبدالرحیم (۱۹۱۲ء۔ ۱۹۷۱ء)

خازن۔ حافظ غلام قادر ۷

انجمن احیاء الاسلام کے منشور میں شرعی قوانین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ، سماجی برائیوں کا قلعہ قمع کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا اور اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے اراکینِ اسمبلی کو منتخب کیا جائے جو مسلمانوں کے خیر خواہ ہوں اور اسمبلی میں شرعی قوانین کے حق میں بات کریں۔۸ انجمن کے منشور میں مسلمانوں کو مستقل قومی حیثیت دے کر، اسلامی ریاست کے حصول پر بھی اپنی ساری مساعی کا دارومدار رکھا گیا۔۹

انجمن نے اپنے قیام کے ساتھ ہی اپنی تنظیم اور پروگرام کی نشر و اشاعت پر خصوصی

توجہ دی۔ شکار پور سے سندھی زبان میں الجماعۃ کے نام سے ۱۹۴۰ء میں ایک اخبار جاری کیا۔ اخبار کا اپنا پریس تھا اور اس کے مدیر سید صدرالدین شاہ بخاری تھے۔ اخبار کے علاوہ،انجمن نے سندھی مسلم رائے عامہ کو منظّم اور مربوط کرنے کے لیے مختلف النوع لٹریچر بھی شا ئع کیا۔ انجمن کو سندھ کے دیگر علماء ومشائخ میں متعارف کرانے کے لیے، پیر عبدالرحمٰن نے ان کو دعوتی خطوط بھی ارسال کیے۔ یہ تمام امور بھرچونڈی شریف میں قائم،انجمن کے مرکزی دفتر کی نگرانی میں ہو رہے تھے۔ چند ماہ ہی میں انجمن کے اراکین کی تعداد ہزاروں میں پہنچ گئی اور سندھ کے اکثر بڑے اور چھوٹے شہروں میں اس کی ذیلی تنظیمیں قائم ہوئیں اور مختلف مواقع پر کانفرنسوں کا انعقاد بھی کیا گیا۔ جس کے ذریعے سندھ کے مسلمانوں میں دینی و ملی بیداری پیدا کی گئی اور انہیں اپنے جداگانہ تشخص کا احساس دلایا گیا، تا کہ وہ اپنے دینی اور سیاسی حقوق کی کما حقہ نگہبانی کر سکیں۔۱۰

انجمن احیاء الاسلام کو پہلی سیاسی اہمیت اس وقت حاصل ہوئی، جب اکتوبر ۱۹۳۸ء میں کراچی میں منعقدہ سندھ صوبائی مسلم لیگ (نومبر ۱۹۱۷ء) کے ایک اجلاس میں پیر عبدالرحمٰن کو صدرانجمن کے طور پر مدعو کیا گیا۔پیر عبدالرحمٰن نے اس موقع پر اپنے خطاب میں کہا کہ مسلم لیگ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے، لہذا ہم اپنی تمام قوت و طاقت اور انجمن احیاء الاسلام کو مسلم لیگ میں مدغم کرتے ہیں اور انجمن کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے پانچ ممبران اسمبلی بھی مسلم لیگ میں شامل ہوتے ہیں۔۱۱

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ (دسمبر ۱۹۰۶ء) کی طرف سے مسلمانانِ ہند کے دینی، سیاسی، سماجی اور معاشی مفادات کے تحفظ کے لیے، ایک جداگانہ قوم کی حیثیت سے علیحدہ ملک کے مطالبہ پر مبنی، قراردادِ لاہور پاس کرنے کے بعد، جنوبی ایشیا کے مسلمان ’’ پاکستان‘‘ کو ایک حقیقت کے طور پر دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔ غیر منقسم ہندوستان کے تقریبا ہر صوبہ میں، خصوصاً مسلمان اکثریتی صوبوں میں قیامِ پاکستان کی جدوجہد کو ایک نئے جذبہ اور ولولہ سے شروع کیا گیا۔ حالات کے تقاضا کے پیشِ نظر ،سندھ اسمبلی میں مسلم لیگ سے وابستگی ظاہر کرنا ضروری تھا۔کیونکہ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں

مسلم لیگ کی سندھ میں یہ حالت تھی کہ کوئی بھی اس کے ٹکٹ پر انتخابات میں حِصہ لینے کو تیار نہ تھا۔۱۲ اس وقت سر غلام حسین ہدایت اللہ(۱۸۹۷ء۔۱۹۴۸ء)مسلم لیگ کی حمایت سے وزارتِ اعلیٰ چلا رہے تھے۔ اس موقع پر پیر عبدالرحمٰن کی ہدایت پرآزاد ارکان کی اکثریت اجلاس میں نہیں آئی اور سندھ اسمبلی کے پانچ اراکین نے ، جو ان کے مرید تھے، مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دیے۔۱۳ یہ اسی حمایت کا نتیجہ تھا کہ سندھ اسمبلی نے سب سے پہلے، ۳مارچ ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی منظورکردہ قراردادِ لاہور کے حق میں اکثریتِ رائے سے ایک قرارداد منظور کی، جسے جی ایم سید (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۹۵ء) نے پیش کیا تھا۔ اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ کیونکہ مسلمان ہر لحاظ سے ایک الگ قو م ہیں، اس لیے وہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے الگ وطن کا مطالبہ کرتے ہیں۔۱۴ سندھ اسمبلی کے مسلمان اراکین پر پیر عبدالرحمٰن کا اتنا اثر تھا کہ جومسلم لیگ کے حق میں نہیں تھے، وہ اس دن اسمبلی میں ہی نہ آئے۔ ان میں سے ایک، میر محمد امین خان کھوسہ نے ایک بیان میں واضح طور پر کہا کہ وہ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے حق میں نہیں تھے، لیکن میں اپنے مرشد (پیر عبدالرحمٰن)کے کہنے کی وجہ سے غیرحاضر رہا، ورنہ میں مخالفت میں ووٹ دیتا۔۱۵

قراردادِ لاہور کی حمایت میں سندھ اسمبلی سے قرارداد پاس ہونے کے بعد، پیر عبدالرحمٰن نے سندھ کے مشائخ کو اس کی عملی حمایت کی طرف متوجہ کرنے اور مشترکہ طور پر جدوجہد کرنے کے لیے، ۱۹۴۵ء کے اوائل میں تنظیم المشائخ بنائی۔ جس کے تحت اپریل ۱۹۴۶ء میں حیدرآباد میں ایک اجلاس ہوا۔جس میں آپ نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان قوم کو اس کڑی آزمائش میں آپ کی بھرپور حمایت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ نیز، موجودہ حالات و واقعات کے تناظر میں مسلم مفادات کے تحفظ کے لیے ایک آزادمسلم مملکت کی اشد ضرورت ہے، تاکہ مسلمان ہندو کی معاشی اور سیاسی برتری سے نجات حاصل کرسکیں۔۱۶ چنانچہ اجلاس میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کا فیصلہ ہوا اور اس سلسلہ میں سندھ بھر میں جلسے کیے گئے۔ جس میں دیگر صوبوں سے بھی علماء و مشائخ شریک ہوتے رہے اورمسلم لیگ کی حمایت کی ضرورت پر زور دیتے رہے۔۱۷

۱۹۴۵ء / ۴۶ ۱۹ء میں غیر منقسم ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات کے موقع پر، سندھ کی مسلم سیاست بُری طرح سے انتشار کا شکار تھی۔ سب سے زیادہ مسئلہ، جی ایم سید اور ان کے گروپ کا تھا جو بعض تنظیمی امور پر اختلاف کی وجہ سے، سندھ مسلم لیگ کے مقابل تھا۔ جس کے نتیجہ میں ۲ جنوری ۱۹۴۶ء کو جی ایم سید اور ان کے چند رفقاء کو مسلم لیگ سے خارج کر دیا گیا اور جی ایم سید کو مسلم لیگ کی صوبائی قیادت سے بھی برطرف کردیا گیا۔ **۱۸**

اس سیاسی ماحول میں یہ انتخابات مزید اہمیت اختیار کر گئے اور مسلم لیگ نے ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے حمایت و تعاون حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کردی۔ قائداعظم محمد علی جناح(۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء) یوں تو سندھ اسمبلی کی تمام مسلم نشستوں کو جیتنے کے خواہاں تھے مگر ان کو سب سے زیادہ دلچسپی ،جی ایم سید کے مقابلہ میں مسلم لیگی امیدوار قاضی محمد اکبر(۱۹۱۰ء۔۱۹۷۹ء) کو کامیاب دیکھنے میں تھی۔ **۱۹** چنانچہ، اس حلقہ میں سندھ کے علماء و مشائخ نے بھی بھرپور جدوجہد کی اور اپنے مریدین اور حلقہ اثر کے افراد کو قاضی اکبر کی حمایت کرنے کی تلقین کی۔ ان علماء و مشائخ میں پیر عبدالرحمٰن اور ان کے صاحبزادے پیر عبدالرحیم کی خدمات نمایاں ہیں۔ **۲۰** قاضی محمد اکبر ضلع دادو، کوٹری اور سیہون کے حلقہ سے انتخاب میں حصہ لے رہے تھے اور تقریبا تیرہ سو ووٹ کی اکثریت سے جی ایم سید کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے تھے۔ **۲۱**

دسمبر ۱۹۴۶ء میں سندھ اسمبلی کے انتخابات ہوئے اور مسلم لیگ کو واضح کامیابی حاصل ہوئی۔ ان انتخابات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک موقع پر پیر عبدالرحمٰن نے یہاں تک کہہ دیا کہ مسلمان چاہے نماز قضاء کریں لیکن ووٹ قضاء نہ کریں۔ **۲۲**

۱۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مانکی شریف میں جمعیت الاصفیاء کا قیام عمل میں آیا، جس کے سربراہ پیر سید امین الحسنات (۱۹۲۲ ء۔۱۹۶۰ء) منتخب ہوئے۔ جمعیت الاصفیاء نے اپنے تین روزہ اجلاس میں طویل بحث و مباحثہ کے بعد، مطالبہ پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس

اجلاس میں غیر منقسم ہندوستان کے پانچ سو سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔[۲۳] پیر عبدالرحمٰن نے نہ صرف اجلاس میں سرگرمی سے حصہ لیا بلکہ اپنی خانقاہ اور مریدین کی طرف سے مطالبہ پاکستان کی بھرپورحمایت کا اعادہ بھی کیا۔

۲۷۔ ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیاسنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس، آل انڈیا سنی کانفرنس (مارچ ۱۹۲۵ء) کے زیرِ انصرام ہورہی تھی، جس کا مقصد قیامِ پاکستان کے لیے علماء و مشائخ کی بھرپور حمایت کا اعادہ کرنا تھا۔ کانفرنس کے چوتھے اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس، مطالبہ پاکستان کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ مجوزہ پاکستان کے اند ر اسلامی حکومت کے قیام کے لیے علماء و مشائخ ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس طرح کی اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرناایک شرعی فریضہ ہے۔[۲۴]

کانفرنس کے اسی اجلاس میں مغفورالقادری نے پیر عبدالرحمٰن کی طرف سے لکھا گیا ایک بیان پڑھا، جس کے اہم نکات یہ تھے۔

۱۔ برصغیر میں ایک آزاد اسلامی مملکت (پاکستان) کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے تمام مشائخ اور علما ء رات دن ایک کر دیں،

۲۔ مختلف جماعتوں یا تنظیموں کی بجائے مسلمانوں کی مرکزی جماعت ،مسلم لیگ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے،

۳۔ قیامِ پاکستان کی اس تاریخی جدوجہد کی قیادت و سیادت مذہبی زعماء اپنے ہاتھ میں رکھیں تاکہ مقصد حاصل ہونے کے بعد، نئی مملکت کی باگ ڈور نااہل یا دین سے ناواقف لوگوں کے ہاتھ میں نہ چلی جائے،

۴۔ مسلمانوں میں تعلیم کو عام کرنے کی عوامی سطح پر تحریک شروع کی جائے جو رضاکارانہ بنیاد پر ہو اور اسے علماء چلائیں،

۵۔ ہندومسلم اتحاد کے خطرناک نتائج اور اس کی غیر اسلامی حیثیت سے وسیع پیمانے پر

لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور

۶۔ علماء اور مشائخ کا ایک وفد، قائد اعظم سے مل کر مسلم لیگی قیادت سے ''پاکستان'' کو ایک مکمل اسلامی فلاحی مملکت بنانے کا تحریری معاہدہ حاصل کرے۔**۲۵**

کانفرنس نے اس قرارداد کی روشنی میں ''پاکستان'' میں اسلامی حکومت کے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے، ۱۳ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنا ئی۔ جس میں پیر عبدالرحمٰن بھی شامل تھے۔کانفرنس کے بعد آپ نے پورے سندھ کے دورے کر کے، سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اورمسلم لیگ کی کامیابی کے لیے سرگرمی سے کام کیا۔

اختتامیہ

خانقاہ بھرچونڈی شریف کے تمام سجادہ نشین مسلم قومیت پر یقین رکھتے تھے اور سندھ میں مسلم تشخص کے تحفظ اور آگاہی کے لیے مصروف عمل رہے۔ وہ ہندومسلم اتحاد کے نعرہ کو ایک فریب قرار دیتے تھے۔ مسلمانوں کے تشخص اور دینی و ملی حقوق کی پاسداری کے لیے سندھ کی بمبئی پریزیڈنسی سے علیحدگی کی زبردست حامی تھے۔ انہوں نے دینی و ملی تقاضوں کے تحت، مسلم رائے عامہ کی اکثریت کو منظّم اور مربوط کرنے کے لیے، ہمیشہ قائدانہ اور بے لوث خدمات سرانجام دیں۔

پیر عبدالرحمٰن کے دورِ سجادگی (۱۹۲۸ء۔ ۱۹۶۰ء) میں تحریکِ قیام پاکستان اپنے منطقی انجام تک رواں دواں تھی۔ اس لیے ان کا کردار اس تحریک میں نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ اگرچہ مسجد منزل گاہ کا واقعہ(۱۹۳۹ء) براہِ راست تحریک قیام پاکستان سے منسلک نہیں، لیکن مسلم تشخص کے تحفظ اور بقاء اور مسجد جیسے شعائرُاللہ کی بازیابی کے لیے ان کی اور ان کے صاحبزادہ پیر عبدالرحیم کی قائدانہ خدمات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ جس پر علیحدہ تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔

پیر عبدالرحیم کے بعد، ان کے صاحبزادہ پیر عبدالحلیم (م۔۱۹۷۳ء) اور موجودہ سجادہ نشین پیر عبدالخالق اپنے اسلاف کی گراں قدر خدمات کے سلسلے کو آگے بڑھا تے ہو ئے،

استحکامِ پاکستان کے ساتھ ساتھ تحفظِ پاکستان کے حوالہ سے بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سید مغفورالقادری، *عبادُ الرحمٰن، تذکرہ مشائخ بھرچونڈی شریف*(بھرچونڈی شریف: حافظ ا لملت اکیڈمی،۲۰۱۵ء)، ص ۲۵

۲۔ غلام مصطفیٰ خاں (مرتبہ)، *مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگزشتِ کابل*(اسلام آباد: قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، ۱۹۸۰ء)، ص ص ٦۔۷

3. Sara F.D. Ansari, *Sufi Saints And State Power The pirs of Sind,1843-1947* (Cambridge: Cambridge University Press, 1992), pp.90-91.

۴۔ القادری، *عبادُ الرحمٰن*،ص ص ۱۵۳۔۱۵۴۔ حافظ عبداللہ نے اگست ۱۹۲۰ء میں سندھ اور بیرون سندھ کے جن مشہور اور متبحر علماء سے فتاویٰ حاصل کیے، ان میں نمایاں نام ، مولانا شاہ محمد احمد رضاخاں بریلوی (۱۸۵٦ء۔۱۹۲۱ ء) اور مخدوم سید محسن علی شاہ کے ہیں۔ مزید دیکھیں، صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری، ''مشائخ بھرچونڈی شریف سندھ کے فاضل بریلوی سے روابط''، ماہنامہ *جہانِ رضا* (لاہور)،جلد ۵ ش۴٦ ،۹۵ ۱۹ء، ص ص ۹۔۱۳

۵۔ سید احسان احمد گیلانی(ترتیب)، *معارفِ حافظ الملت* (بھرچونڈی شریف: حافظ الملت اکیڈمی، ۲۰۱٦ء)، ص ص ۲۹۸۔۲۹۹

6. Muhammad Qasim Soomro, *Muslim Politics in Sindh (1938-1947)* (Jamshoro: Pakistan Study Centre, 1989), pp. 21-30.

۷۔ سید محمد فاروق القادری، *نفحات الرحمٰن*(ڈہرکی: حافظ الملت اکیڈیمی ،۱۹۹۴ء)، ص ۱۵۹

۸۔ ا لقادری، *عبادُ الرحمٰن*، ص ۲۱۱۔ سندھ میں نفاذ شریعت کامطالبہ، ایک عوامی مطالبہ تھا۔ ۲۷ اگست ۱۹۳۸ء کو درگاہ ٹانڈہ سائیں داد شریف ضلع حیدرآباد میں علمائے احناف کا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں جمعیۃ العلماء اہل السنۃ والجماعۃ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے صدر مولانا حافظ محمد ہاشم مجددی اور ناظم عبداللہ احمدانی منتخب ہوئے۔ جلسے میں متعدد قراردادیں بھی منظور ہوئیں۔ جن میں سے ایک میں کہا گیا کہ صوبہ سندھ کے مسلم باشندوں کا سب سے اہم مطالبہ، شریعت بل کی منظوری ہے۔ اس لیے ہم مسلم ممبران اسمبلی سے گذارش کرتے ہیں کہ جب ان کے سامنے شریعت بل کا مسودہ پیش کیا جائے، تو وہ اپنی اسلامی ذمہ داری کوملحوظ رکھتے ہوئے اس بل کو با لاتفاق

منظور کرائیں۔ ہفت روزہ *الفقیہ* (امرتسر)، ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء، ص ص ۱۴-۱۵

۹۔ حکیم محمد موسیٰ، *ذکرِ مغفور* (لاہور: مکتبہ مہر و ماہ، ۱۹۷۲ء) ص ص ۶-۸

۱۰۔ محمد صادق قصوری، *تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار* (لاہور: تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ، ۲۰۰۸ء)، ص ۳۲۴

۱۱۔ سندھ صوبائی مسلم لیگ نے اپنے اس اجلاس میں قیام پاکستان کے لیے قرارداد منظور کی تھی۔ اجلاس کی کاروائی اور قرارداد کے متن کے لیے دیکھیں، کریم بخش خالد، *سندھ صوبائی لیگ کانفرنس ۱۹۳۸ء: پس منظر و اہمیت* (کراچی: قائداعظم اکادمی، ۱۹۸۳ء)، ص ص ۹-۱۳

12. Suhail Zaheer Lari, *A History Of Sindh* (Karachi: Oxford University Press, 1994), p. 180.

۱۳۔ غلام علی الانا، *پاکستان کی تحریک میں سندھ کا حصہ* (کراچی: مکتبہ اسحاقیہ، ۱۹۸۳ء)، ص ۵۹

۱۴۔ ایضاً، ص ۵۹

۱۵۔ سید احسان احمد گیلانی (ترتیب)، *معارفِ حافظ الملت* (بھرچونڈی شریف: حافظ الملت اکیڈمی، ۲۰۱۵ء)، ص ص ۳۰۵-۳۰۶

۱۶۔ القادری، *نجات الرحمٰن*، ص ۱۷۱

۱۷۔ القادری، *عباد الرحمٰن*، ص ص ۲۱۴-۲۱۳

18. Lari, *A History Of Sindh* , pp.196-197.

19. Khalid Shamsul Hasan, *Rifts, Betrayals And Triumph* (Karachi: Shamsul Hasan Foundation for Historical Studies & Research, 1992), p. 222.

۲۰۔ الانا، *پاکستان کی تحریک میں سندھ کا حصہ*، ص ۷۳۔ پیر عبدالرحیم کی خدمات کے لیے دیکھیں، سید محمد فاروق القادری، *پیر عبدالرحیم شھید* (ڈھرکی: حافظ الملت اکیڈمی، ۱۹۹۹ء)

۲۱۔ *نجات الرحمٰن*، ص ص ۲۰۲-۲۰۳

۲۲۔ گیلانی (ترتیب)، *معارفِ حافظ الملت* ۲۰۱۵ء، ص ص ۳۰۵-۳۰۶

۲۳۔ سید وقار علی شاہ، *پیر صاحب مانکی شریف سید امین الحسنات اور ان کی سیاسی جدوجہد* (اسلام آباد: قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، ۱۹۹۰ء)، ص ص ۱۹-۲۰

۲۴۔ محمد جلال الدین قادری، *تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء* (کھاریاں: سعید برادران، ۱۹۹۹ء)، ص ۲۵۱

۲۵۔ مغفور القادری کے بقول، پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (۱۸۴۱ء-۱۹۵۱ء) نے قائد اعظم سے تحریری معاہدہ حاصل کرنے کی تجویز کو بہت سراہا۔ القادری، *نجات الرحمٰن*، ص ص ۲۰۲-۲۰۳